عقود بالتعاطی

(یعنی خاموش لین دین)

ڈاکٹر عبد الواحد صاحب
نائب مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیّد المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

اکثر ایسی صورت حال پیش آجاتی ہے کہ آپ کسی بازار سے گزر رہے ہیں تو آپ کسی کو یہ آواز لگاتے ہوئے سنتے ہیں کہ "ہر مال دو دو روپیہ" آپ چونک پڑتے ہیں ۔ اس کے سامان پر نظر ڈالتے ہیں اور اگر آپ کو کوئی چیز پسند آجاتی ہے آپ سامان والے کے ہاتھ پر دو روپے رکھتے ہیں اور اپنی پسندیدہ چیز اٹھا کر آگے بڑھ جاتے ہیں ۔ اسی طرح سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک انار والے کے پاس گئے اس کو ایک سکہ دیا اور ایک انار اٹھا لیا اور زبان سے کچھ کہے بغیر آگے چل پڑے ۔ (فتح القدیر ص ۲۵۲ ج ۶)

یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ کسی بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹور (DEPRTMENTALSTORE) میں داخل ہوتے ہیں ۔ ضرورت کی اشیاء اکٹھی کرتے ہیں اور لا کر کاؤنٹر پہ بیٹھے ہوئے شخص کے سامنے کر دیتے ہیں ۔ وہ آپ کو بل بنا کر دیتا ہے اور آپ بل کی ادائگی کرتے ہیں اور سامان لے کر باہر آجاتے ہیں ۔

ان دونوں مواقع میں ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ آپ خریدنے کا پورا عمل کرتے ہیں لیکن زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتے اور نہ سامان فروخت کرنے والا فروخت کرنے کا کوئی لفظ زبان سے ادا کرتا ہے ۔ بلکہ ایک خاموش عمل کے ذریعے سے لین دین ہوتا ہے اور دونوں یعنی بائع اور مشتری اس پر راضی ہوتے ہیں ۔

اسی طرح ایسا تجربہ بھی ہوتا ہے کہ آپ کا کوئی عزیز یا دوست آپ کو کوئی مثلاً کھانے

کی شئ ہدیہ میں بھیجتا ہے ۔ لانے والا کہتا ہے کہ فلاں نے بھیجا ہے اور آپ شکریہ کہہ کر وہ شئ رکھ لیتے ہیں اور بلا تردد اس کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں ۔ نہ ہدیہ کرنے والے کی جانب سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ آپ کو یہ شئ ہدیہ کر رہا ہے اور نہ آپ زبان سے یہ کہتے ہیں کہ آپ اس ہدیہ کو قبول کرتے ہیں ۔

اس طرف توجہ ہونے کے بعد جب آپ ان معاملات پر غور کریں گے تو آپ کو نظر آئے گا کہ لوگوں کے یہ معاملات اکثر وبیشتر اسی خاموش لین دین پر مشتمل ہوتے ہیں کہ نہ ایک کی طرف سے زبانی ایجاب ہوتا ہے اور نہ دوسرے کی طرف سے زبانی قبول کیا جاتا ہے اسی کو فقہی یا قانونی اصطلاح میں تعاطی یا معاطاۃ کہا جاتا ہے ۔

معاطاۃ (تعاطی) کا لغوی معنی

قاموس میں ہے " التعاطی التناول " یعنی تعاطی لینے اور پکڑنے کو کہتے ہیں ۔ رد المحتار میں ہے کہ صحاح اور مصباح میں بھی یہی لغوی معنی ذکر کیا گیا ہے ۔ تعاطی کا یہ لغوی معنی تقاضا کرتا ہے کہ ایک جانب سے دینا ہو اور دوسری جانب سے لینا اور پکڑنا ہو ۔

بیع بالتعاطی اصطلاح میں بیع بالتعاطی سے مراد ہے زبان سے ایجاب و قبول کے کلمات ادا کئے بغیر بائع کا (مشتری کو) مبیع پکڑانا اور مشتری کا (بائع کو) ثمن پکڑانا ۔ جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق تعاطی میں ایک جانب سے دینا بھی کافی ہوتا ہے مثلاً مشتری بائع کے ہاتھ میں کچھ رقم رکھے اور اس رقم کے بقدر سامان اٹھا لے ۔

بیع بالتعاطی کی تفسیر میں مذکورہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے بیع بالتعاطی کا ذکر مختلف جگہوں پر کیا اور ہر جگہ اس کی علیحدہ صورت بیان کی ۔

۱ : ۔ ایک جگہ پر اس کی صورت میں جانبین سے ادائیگی کو ذکر کیا (یعنی مشتری نے ثمن پکڑایا اور بائع نے مبیع سپرد کیا) ۔ اس مثال سے اکثر فقہاء (احناف) نے خیال کیا کہ جانبین سے ادائیگی شرط ہے ۔ طرسوسی نے ایسا ہی قول کیا ہے اور اسی کو بزازی نے اختیار کیا اور حلوانی نے اسی کا فتویٰ دیا ۔

۲ : ۔ دوسری جگہ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک جانب سے ادائیگی کی صورت بیان کی

جس سے بعض نے سمجھا کہ فقط اسی پر اکتفا کیا جا سکتا ہے صاحب فتح القدیر یعنی ابن ہمام نے اسی قول کو اصح کہا اور فیض میں تصریح ہے کہ بہ یفتی (اسی کا فتوی دیا جاتا ہے)

۳:۔ تیسرے مقام پر امام محمد رحمہ اللہ نے جو صورت بیان کی وہ فقط تسلیم مبیع کی تھی جس سے بعض نے سمجھا کہ تنہا تسلیم ثمن کافی نہیں۔

بیع بالتعاطی کے بارے میں مذاہب ائمہ

۱:۔ امام احمد امام مالک اور ائمہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح وجائز ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے جیسا کہ مغنی (لابن قدامہ) میں ہے اس کے جواز کی تصریح اس مسئلہ سے ملتی ہے کہ ایک شخص نے نانبائی سے پوچھا روٹی کتنے میں بیچتے ہو؟ نانبائی نے جواب دیا "اتنے وزن کی روٹیاں ایک درہم میں"۔ اس شخص نے نانبائی سے کہا "اس کا وزن کر دو اور اس کو صدقہ کر دو"۔ پس جب نانبائی نے اتنا وزن کر دیا تو مشتری پر خرید لازم ہو گئی۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جواز کی وجہ ان کا یہ اصول وقاعدہ ہے کہ لوگ جس کو بیع سمجھتے ہوں وہ بیع واقع ہو جاتی ہے۔ (مغنی قدامہ)

بعض شوافع مثلاً نووی اور غزالی رحمہما اللہ نے بھی بیع بالتعاطی کو مطلقا جائز کہا۔ یہ بات نہایۃ المحتاج جلد ۳ صـ۳۷۵ میں اس طرح مذکور ہے:

اختار المصنف کجمع انعقاده بها (بالمعاطاة فى كل مايعده الناس بها بيعا و أخرون فى محقر كرغيف - اما الاستجرار من بياع فباطل اتفاقا اى حيث لم يقدر الثمن كل مرة على ان الغزالى سامح فيه ايضا بناء على جواز المعاطاة -

اور جلال الدین محلی کی شرح منہاج الطالبین جلد ۲ صـ۱۵۳ میں ہے۔

وقيل ينعقد بها فى المحقر كرطل خبز وحزمة بقل وقيل فى كل ما يعد بيعا بخلاف غيره كالدواب والعقار واختاره المصنف فى الروضة وغيرها۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حقیر چیزوں مثلاً روٹی اور سبزی کے گٹھے میں معاطاۃ کے ذریعے بیع منعقد ہو جاتی ہے جبکہ ایک اور قول کے مطابق ہر وہ عقد جس کو بیع شمار کیا جاتا ہے اس میں معاطاۃ کے ذریعے انعقاد ہو سکتا ہے برخلاف ان کے علاوہ اشیاء مثلاً جانور اور زمین کے مصنف نے روضہ وغیرہ میں اسی کو اختیار کیا ہے ۔

۲:۔ بعض احناف مثلاً کرخی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حقیر اشیاء میں تعاطی صحیح ہوگی قیمتی اشیاء میں نہیں ۔ بعض شوافع سے بھی یہی منقول ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا اور اسی کو ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے ۔

۳:۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ۔

شوافع کے دلائل

زبانی ایجاب وقبول کے بغیر بیع صحیح نہیں ہوتی کیونکہ قرآن پاک میں ہے ۔ الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم اور صحیح حدیث میں ہے انما البیع عن تراض (ابن ماجہ) ۔جبکہ رضامندی ایک باطنی اور مخفی امر ہے کہ جس پر کسی دوسرے کو اطلاع نہیں ہو سکتی ۔ لہذا الفاظ کو رضامندی پر دلیل بنایا گیا ہے اور جب رضامندی پر دلالت کرنے والے ایجاب وقبول کے الفاظ ہیں تو ان کے بغیر رضامندی کا علم نہیں ہوگا اور نتیجہ میں بیع بھی صحیح نہ ہوگی۔

دیگر ائمہ کے دلائل

ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المغنی میں دیگر آئمہ کے دلائل اس طرح ذکر کئے ہیں ۔

۱:۔ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا لیکن اس کی کیفیت کو بیان نہیں کیا ۔ لہذا کیفیت میں عرف و رواج کا اعتبار کیا جائے گا اور مسلمانوں کا اپنے بازاروں میں اپنے خرید و فروخت کے معاملات میں تعاطی کا طریقہ رائج ہے ۔

۲:۔ (شریعت کے نزول کے وقت) بیع لوگوں میں معلوم وموجود تھی ۔شریعت نے وہ جیسے تھی اس کو ویسے ہی باقی رکھا اور اس کے ساتھ کچھ احکام لاحق کر دیے ۔ پس اپنی رائے اور تحکم سے بیع کو بدلنا جائز نہیں ۔

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے درمیان بیع کے کثرت سے واقع ہونے کے باوجود ایجاب وقبول کے الفاظ کا استعمال منقول نہیں حالانکہ اگر وہ ان کا استعمال کرتے ہوتے تو یہ بات کثرت سے منقول ہوتی اور خاص طور سے جبکہ ان الفاظ کا استعمال شرط بھی ہو تو ان کا نقل ہونا واجب تھا اور یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ نقل کرنے میں اہمال و غفلت کی گئی ہوگی۔

۴:۔ بیع ان امور میں سے ہے جن میں ابتلائے عام پایا جاتا ہے۔ لہذا اگر اس میں ایجاب وقبول شرط ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے بیان عام فرماتے اور اس کا حکم پوشیدہ نہ رکھتے کیونکہ بصورت دیگر بہت سے عقود فاسد ہوتے اور اس کے نتیجہ میں باطل طریقے پر لوگوں کا ایک دوسرے کا مال کھانا لازم آتا۔ لیکن نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی کسی صحابی سے ایسا کوئی بیان منقول ہے۔

۵:۔ ہر زمانے میں لوگ اپنے بازاروں میں معاطاۃ کے ساتھ خرید و فروخت کرتے رہے ہیں لیکن مخالفین کی جانب سے اس پر انکار منقول نہیں۔ لہذا یہ اجماع ہوا۔

۶:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حبشہ کی طرف سے اور دوسری جہات سے ہدایا موصول ہوتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہدیے پیش کرنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے تھے اور بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں دریافت فرماتے تھے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے تم کھاؤ اور خود کھانے میں شریک نہ ہوتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ بھی اپنا ہاتھ بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے۔ اسی طرح سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجورے کر آئے تو کہا یہ صدقہ ہے۔ میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس کا سب سے زیادہ حقدار پاتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم کھاؤ اور خود کھانے میں شریک نہ ہوئے۔ پھر دوسری مرتبہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لے کر آئے

اور عرض کیا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے صدقہ کی کھجوریں نہیں کھائیں۔ یہ میں آپ کے لیے ہدیہ لایا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھی اور کھجور تناول فرمائی۔ اس موقع پر نہ تو قبول کا لفظ استعمال کرنا منقول ہے اور نہ ہی ایجاب کا حکم منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا تو پوچھا کہ وہ ہدیہ ہے یا صدقہ لیکن کسی روایت میں نہ تو ایجاب منقول ہے اور نہ ہی قبول اور اسی ہی کو تو معاطاۃ کہتے ہیں۔

شوافع کی دلیل کا جواب

ایجاب وقبول کے الفاظ اسی لیے تو ہیں کہ باہمی رضامندی پر دلالت کریں۔ تو جب باہمی رضامندی پر دلالت کرنے والے دیگر امور مثلاً مساومت اور معاطاۃ (تعاطی) پائے جائیں تو یہ ایجاب وقبول کے قائم مقام ہوں گے اور چونکہ ایجاب وقبول کے الفاظ کی ادائیگی تعبدی امور میں سے نہیں ہے لہذا باہمی رضامندی پر دلالت کرنے والے دیگر امور بھی کافی ہوں گے۔

(مغنی ابن قدامہ)

تنبیہات

۱ دلائل کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آئی کہ بیع بالتعاطی اسی بنا پر درست ہے کہ باہمی رضامندی جو کہ بیع کی صحت کے لیے شرط ہے پائی جاتی ہے اور اکراہ وغیرہ کی عدم موجودگی میں ایجاب کے الفاظ کی ادائیگی باہمی رضامندی پر دلالت کرنے میں اصل ہے۔ لہذا اگر بیع بالتعاطی کی دیگر شرائط پائی جا رہی ہوں لیکن زبان سے عدم رضامندی کی تصریح کی جا رہی ہو تو بیع صحیح نہ ہوگی اگرچہ یہ زبانی تصریح سے مقصود مشتری کی تطییب قلب ہو۔

مثلاً مشتری کو بازار یا منڈی والوں کا طریقہ معلوم ہے کہ اگر بائع راضی نہ ہو تو وہ ثمن واپس کر دیتا ہے اور سامان واپس مانگتا ہے ورنہ وہ بیع پر راضی ہوتا ہے اور محض مشتری کی تطییب قلب کے لیے پیچھے سے شور کرتا رہتا ہے کہ میں نہیں دیتا لہذا مشتری بائع کو کچھ رقم پکڑاتا ہے اور چند خربوزے اٹھا لیتا ہے۔ بائع رقم لے لیتا ہے لیکن کہتا ہے کہ میں نہیں دوں گا تو یہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔

۲ عقد فاسد کے بعد جب تک اس کو ترک نہ کیا ہو چونکہ ایجاب وقبول سے بیع

منعقد نہیں ہوتی لہذا تعاطی سے تو بطریق اولیٰ منعقد نہ ہوگی۔ خلاصہ اور بزازیہ میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا کہ عقد فاسد یا عقد باطل کے بعد تعاطی سے بیع منعقد نہیں ہوتی کیونکہ یہ گذشتہ بیع پر بنا رہے ہے۔

بیع بالتعاطی کی مختلف مثالیں

۱۔ بائع و مشتری دونوں کا ثمن پر اتفاق ہو جائے۔ پھر مشتری مبیع لے لے اور بائع کی رضامندی کے ساتھ ثمن کی ادائیگی کئے بغیر چلا جائے یا مشتری بائع کو تو ثمن کی ادائیگی کردے لیکن بائع نے مبیع سپرد نہ کیا ہو۔ دونوں صورتوں میں بیع لازم ہو جائے گی حتیٰ کہ اگر اس کے بعد ان میں سے کوئی ایک بیع کو باقی رکھنے سے منکر ہو تو قانون اس پر جبر کر سکتا ہے۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب ثمن کا پہلے سے علم نہ ہو اور اگر ثمن کا پہلے سے علم ہو مثلاً روٹی یا گوشت کی قیمت تو اس صورت میں ثمن بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ مبیع موجود و معلوم ہو لیکن مشتری نے ثمن کی ادائیگی کے باوجود مبیع پر قبضہ نہیں کیا۔ اس سے بھی بیع بالتعاطی ہو جاتی ہے۔ قنیہ میں اس کی یہ مثال ذکر کی کہ مشتری نے بائع سے گندم حاصل کرنے کیلئے اس کو پانچ دینار دئے اور اس سے پوچھا کہ وہ گندم کس قیمت پر بیچتا ہے بائع نے جواب دیا سو (کلو) ایک دینار میں۔ اس پر مشتری خاموش رہا۔ پھر اس نے بائع سے گندم طلب کی تاکہ اس پر قبضہ کرلے۔ بائع نے کہا میں تمہیں گندم کل دوں گا۔ ان کے درمیان زبانی بیع (یعنی ایجاب وقبول) بھی نہ ہوئی۔ مشتری واپس چلا گیا اور جب دوسرے دن آیا تو گندم کے نرخ بدل چکے تھے۔ اب بائع کے ذمے ہوگا کہ وہ گذشتہ نرخ پر گندم مشتری کو دے۔

۳۔ اگر نانبائی کو کچھ رقم دی اور اس سے ہر روز روٹیوں کی ایک معین مقدار لینے لگا تو اگر اس نے ابتداء میں یہ نہیں کہا کہ میں نے تجھ سے خریدیں تو یہ صورت جائز ہے اگرچہ رقم دینے کے وقت اس کی نیت اس روٹیاں خریدنے کی ہو کیونکہ تنہا نیت سے بیع کا انعقاد نہیں ہوتا۔ بیع کا انعقاد تو اس وقت تعاطی سے ہوا ہے اور اس وقت (روٹی کی قیمت

معلوم ہونے کی بنا پر) چونکہ بیع معلوم ہے لہذا بیع کا انعقاد صحیح ہوا۔

۴:۔ پوچھا گندم کا ایک قفیز (ایک پیمانہ) کتنے میں بیچتے ہو؟ - بائع نے جواب دیا ایک درہم میں مشتری نے کہا اس کو علیحدہ کر لو۔ بائع نے علیحدہ کر دیا تو بیع منعقد ہوگئی۔

۵:۔ ایک شخص کے ذمے قرض ہے۔ قرض خواہ نے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مقروض نے اس کو گندم کی ایک معلوم مقدار بھجوائی اور کہا کہ یہ شہر کے نرخ پر لے لو۔ اگر نرخ کا دونوں کو علم ہے تو (قرض خواہ کے اس گندم کو لینے سے) بیع ہو جائے گی اور اگر دونوں کو نرخ کا علم نہ ہو تو پھر یہ بیع نہ ہوگی۔

۶:۔ آٹھ درہم میں کچھ سامان خریدا پھر بائع سے کہا اتنا سامان اور لاؤ اور یہاں رکھ دو۔ بائع نے ایسا ہی کیا تو بائع کو مشتری سے (اس دوسرے سامان کا) ثمن طلب کرنے کا اختیار ہے۔ (بحر ص ۲۷۱/۵)

۷:۔ کوئی شئ خریدنے کے ارادہ سے ایک شخص نے دوسرے سے بھاؤ طے کیا۔ وہ شئ لینے کے لیے اس کے پاس برتن موجود نہ تھا۔ لہذا وہ بائع سے جدا ہو کر برتن لے کر آیا اور بائع کو دراہم دیے تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری ص ۳/۱)

۸:۔ ایک شخص کے ذمے (چاندی کے) ہزار درہم ہیں۔ مقروض نے قرض خواہ کو کہا کہ میں تیرے مال کے بدلے تجھے دینار دیتا ہوں اور اس کے ساتھ دینار (سونے کے) کا بھاؤ طے کیا لیکن بیع کیے بغیر اس سے جدا ہو گیا۔ پھر دینار لے کر آیا اور طے کیے ہوئے بھاؤ کا ارادہ کرتے ہوئے دینار قرض خواہ کو دے دیے اور جدید بیع کیے بغیر چلا گیا تو یہ جائز ہے۔

۹:۔ ایک شخص کے پاس چھوٹے بڑے خربوزوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اس سے پوچھا کہ اس ڈھیر میں سے دس خربوزوں کی کیا قیمت ہے؟ جواب دیا ایک ایک درہم مشتری نے اپنی پسند کے دس علیحدہ کر لیے اور ان کو لے کر چلا گیا جبکہ بائع دیکھ رہا تھا یا بائع نے خود دس خربوزے علیحدہ کر دیے اور مشتری نے ان کو قبول کر لیا تو بیع پوری ہو گئی۔ (عالمگیری ص ۳/۱)

۱۰:۔ ایسے موقع میں جہاں شفعہ نہیں ہے مشتری کا طالب شفعہ کو خریدی ہوئی جائیداد

سونپنا بیع بالتعاطی کی مثال ہے ۔

۱۱ ۔ مؤکل کے توکیل سے انکار کے بعد وکیل بالشراء کا خریدی ہوئی شیٔ مؤکل کے سپرد کرنا (اور مؤکل کا اس کو لے لینا) ۔

۱۲ ۔ جس کے پاس ایک باندی ودیعت رکھی وہ دوسری واپس کرنے لایا اور قسم کھائی کہ یہ وہی ودیعت رکھی ہوئی باندی ہے تو مودِع کے لیے اگر وہ راضی ہو یہ باندی حلال ہوگی اور یہ بیع بالتعاطی بن جائے گی ۔

۱۳ ۔ خیار عیب کی بنا پر شیٔ واپس کی ۔ بائع کو یقین ہے کہ واپس کی جانے والی بعینہٖ وہی شیٔ نہیں ہے جو اس نے دی تھی لیکن اس نے وہ شیٔ لے لی اور اس پر راضی ہوگیا ۔

۱۴ ۔ ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے اگر درزی کو کہا یہ میری صدری نہیں ہے ۔ درزی نے قسم کھائی کہ یہ وہی ہے تو اس شخص کے لیے یہ صدری لینا جائز ہوگا ۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ یہ صدری درزی کی اپنی ملک ہو اور اگر اس کی ملک نہ ہو تو پھر بیع صحیح نہ ہوگی ۔

۱۵ ۔ ایک شخص کو کہا کہ یہ انار ایک روپے کے عوض میں کھالو ۔ اس نے کھا لیا تو یہ بیع ہوگی ۔ (خلاصۃ الفتاوی ص ۲/۲۰)

۱۶ ۔ بائع نے ایک شخص سے کہا کہ اس شیٔ کی قیمت بیس روپے ۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میرا لینے کا ارادہ نہیں ہے اور چلا گیا ۔ پھر بعد میں واپس آیا اور وہ شیٔ اٹھائی اور (بائع کی رضامندی سے) چلا گیا ۔ پھر وہ شیٔ اس شخص کے قبضے میں ہلاک ہوگئی تو اس شخص کے ذمے بیس روپے ہوں گے ۔ (خلاصۃ الفتاوی ص ۲/۲۰)

معاطاۃ کے ذریعے عام بیع کے علاوہ دیگر عقود

درمختار میں ہے وحررنا فی شرح الملتقی صحۃ الاقالۃ والاجارۃ والصرف بالتعاطی ۔ (ترجمہ :۔ شرح ملتقی میں ہم نے تحریر کیا ہے کہ تعاطی (معاطاۃ) کے ساتھ اقالہ ، اجارہ اور بیع صرف صحیح ہوتی ہے) ۔

تعاطی کے ذریعے ہبہ اور ہدیہ کے صحیح ہونے کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ۔

بیع صرف بالتعاطی کی ایک مثال

مشتری نے خیار شرط کے ساتھ ہزار درہم میں ایک شئ خریدی اور بائع کو سو دینار دیے (دینار جو سونے کا سکہ ہوتا تھا وہ چاندی کے دس درہم کی قیمت کے برابر ہوتا تھا) پھر بیع فسخ کر دی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق بیع صرف جائز ہوگی اور بائع ہزار درہم واپس کرے گا۔ البتہ ابویوسف رحمہ اللہ کے قول پر بیع صرف باطل ہوگی۔

ہبہ بالتعاطی ردالمحتار میں ہے کہ ہبہ میں ایجاب وقبول کے الفاظ استعمال کرنا شرط نہیں ہے بلکہ وہ قرائن جو تملیک پر دلالت کرتے ہوں وہ کافی ہوتے ہیں مثلاً فقیر کو کچھ مال دیا اور فقیر نے وہ مال لے لیا یعنی اس پر قبضہ کر لیا تو اگرچہ ان دونوں میں سے کسی نے کوئی لفظ بھی ادا نہ کیا ہو یہ صدقہ صحیح ہوگا۔ اسی طرح ہدیہ میں ہوتا ہے۔ اسی کی مثل وہ ہدیہ ہے جو مرد اپنی بیوی کو یا کسی اور کو دے۔

ایک شخص نے دوسرے کو کوئی شئ دیتے ہوئے کہا کہ میں نے یہ شئ تجھے ہبہ (یا ہدیہ) کی اور موہوب لہ نے اس پر واہب کی موجودگی میں قبضہ کر لیا۔ البتہ زبان سے "میں نے قبول کیا" کے الفاظ ادا نہیں کیے تب بھی ہبہ صحیح ہو گیا کیونکہ ہبہ و ہدیہ کے معاملات میں قبضہ بھی رکن کے قائم مقام ہو کر قبول کی مانند ہے (ص ۵۶۷ ج ۴ ردالمحتار)

شیخ تقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت کے ساتھ اس کے سسرال میں جہیز بھیجنا عورت کو اس جہیز کا مالک بنانا ہے (کشاف القناع)

اجارہ بالتعاطی

۱:- ایک مکان ایک سال کے لیے کرایے پر لیا۔ جب سال پورا ہو گیا تو مالک مکان نے کرایے دار سے کہا یا تو مکان مجھے آج خالی کر کے دے دو ورنہ ماہانہ ہزار روپے پر یہ تمہیں لازم ہو جائے گا۔ جتنے عرصے میں کرایہ دار اپنا سامان منتقل کر سکتا ہے اتنے عرصے کے لیے اجرت مثلی واجب ہوگی اور اگر وہاں ایک مہینہ ٹھہرا تو مالک مکان کا بتایا ہوا کرایہ دینا پڑے گا۔ (ردالمحتار ص ۳ ج ۵)

۲ :۔ اپنے مکان پر زبردستی قبضہ کرنے والے (غاصب) سے کہا کہ میرا مکان خالی کر دو ورنہ ماہانہ اتنی اجرت تمہیں دینی ہوگی ۔ غاصب نے مکان خالی نہ کیا تو اس پر بتائی ہوئی اجرت واجب ہوجائے گی کیونکہ غاصب کا سکوت رضامندی ہوتا ہے ۔ یہ اس صورت میں ہے جب غاصب دوسرے کی ملکیت کا اعتراف کرتا ہو ۔ البتہ اگر اعتراف کے باوجود غاصب اس اجرت پر اپنی عدم رضامندی ظاہر کردے تو پھر بتائی ہوئی اُجرت واجب نہ ہوگی ۔

۳ :۔ مالک مکان نے کرایہ دار سے کہا یا تو اتنی اجرت پر رہو ورنہ یہاں سے کہیں اور چلے جاؤ یا چرواہے نے کہا مجھے اتنی اجرت منظور نہیں بلکہ میں اتنی اجرت لونگا ۔ اور کرایہ دار یا بکریوں کا مالک خاموش رہا تو بتائی ہوئی اجرت لازم ہوگی ۔

البتہ اگر اس وقت تو وہ خاموش رہے لیکن جب مالک مکان یا چرواہا اتنی اجرت کا مطالبہ کرے تو کہے کہ مجھے تو تمہاری بات سنائی نہیں دی تھی تو کیا اس کو سچا سمجھا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر حال پر عمل کریں گے لہذا اگر اس میں بہرا پن ہو تو سچا سمجھا جائے گا ورنہ اس کی تصدیق نہ کی جائے گی ۔

۴ :۔ قیم (وقف) سے مکان سال کے حساب سے کرایے پر لیا اور اس میں رہائش اختیار کی ۔ پھر رہائش کا سلسلہ عقد کے بغیر دوسرے سال بھی جاری رہا اور قیم نے کچھ اجرت وصول کرلی ۔ تو یہ دوسرے پورے سال کے لیے اجارہ کا انعقاد ہوگا فقط اتنی مدت کا نہیں جس کی اجرت وکرایہ لیا ہے ۔

۵ :۔ ابویوسف رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کشتی میں داخل ہوتا ہے یا پچھنے لگواتا ہے یا فصد کھلواتا ہے یا حمام میں داخل ہوتا ہے یا مشکیزے سے پانی پیتا ہے پھر اجرت اور پانی کی قیمت ادا کرتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ از روئے استحسان یہ جائز ہے اور اس سے پیشتر عقد کرنے کی ضرورت نہیں ۔

۶ :۔ اگر اجرت معلوم ہو تو طویل اجارہ کا انعقاد بھی تعاطی سے ہو سکتا ہے ۔
(ردالمحتار ص ۴ ج ۵)

اقالہ بالتعاطی اقالہ بالتعاطی بھی اگرچہ بیع کی طرح ایک جانب سے ہو تب بھی صحیح ہوگا۔ یہی قول صحیح ہے اگرچہ سراجیہ میں ہے کہ جانبین سے تسلیم اور قبض ناگزیر ہیں۔

مشتری نے گندم خریدی اور اس پر قبضہ کرلیا اور بائع کو اس کی قیمت کا ایک حصہ دے دیا۔ پھر چند دن کے بعد کہا اس کے نرخ بہت زیادہ ہیں تو بائع نے جتنی رقم پر قبضہ کیا تھا وہ لوٹا دی۔ تو جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اقالہ کا انعقاد ایک جانب سے بھی ہو جاتا ہے وہ اس کو اقالہ شمار کرتے ہیں اور یہی قول صحیح ہے جبکہ جن لوگوں کے نزدیک دونوں جانب سے قبضہ شرط ہے وہ اس کو اقالہ نہیں سمجھتے۔ (ص ۱۶۱ ج ۴ رد المحتار)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔